

عبادات اسلامی پر ایک تحقیقی نظر

عبادت کا جاہلی تصور | اسلام میں عبادت کا مفہوم محض پوجا (Worship) کا نہیں ہے بلکہ زندگی (obedience) کا ہے۔ عبادت کو محض پوجا کے معنی میں لینا دراصل جاہلیت کا تصور ہے۔ جاہل لوگ اپنے معبود کو انسانوں پر قیاس کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح بڑے آدمی، سردار یا بادشاہ، خوشامد سے خوش ہوتے ہیں، نذرانے پیش کرنے سے مہربان ہو جاتے ہیں، ذلت و عاجزی کے ساتھ ہاتھ جوڑنے اور سر جھکانے سے پیچ جاتے ہیں، اور ان سے یونہی کام نکالا جاسکتا ہے، اسی طرح ان کا معبود بھی انسان سے خوشامد، نذر و نیاز اور اظہار عاجزی کا طالب ہے، اپنی تدبیروں سے اس کو اپنے حال پر مہربان کیا جاسکتا ہے اور اس کو خوش کر کے کام نکالا جاسکتا ہے۔ اس تصور کی بنا پر جاہلی مذاہب چند مخصوص اوقات میں مخصوص مراسم ادا کرنے کو عبادت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

عبادت کا جو گیانہ تصور | اسی طرح اسلام میں عبادت کا مفہوم یہ بھی نہیں ہے کہ آدمی دنیا کی زندگی سے الگ ہو کر خدا سے لو لگائے، مراقبہ (Meditation) نفس کشی (Self-annihilation) اور مجاہدات و ریاضات (spiritual exercises) کے ذریعہ سے اپنی اندرونی قوتوں کو نشوونما دے، کشف و کرامت کی قوتیں اپنے اندر پیدا کرے، اور دنیوی زندگی کی ذمہ داریوں سے سبکدوشی حاصل کر کے اخروی نجات حاصل کرے۔ عبادت کا یہ تصور ان مذاہب میں پایا جاتا ہے جن کی بنیاد زندگی کے راہبانہ تصور (Ascetic view of life) پر ہے۔ جو اس دنیا کو

انسان کے لیے قید خانہ اور جسم کو روح کے لیے قفس سمجھتے ہیں۔ جن کے نزدیک دینداری اور دنیا داری ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ جو دنیا کی زندگی اور اس کی ذمہ داریوں اور اس کے تعلقات سے باہر نجات کا راستہ ڈھونڈتے ہیں۔ جن کے نزدیک روحانی ترقی کے لیے مادی انحراف یا مادیات سے بے تعلقی ناگزیر ہے۔

عبادت کا اسلامی تصور | اسلام کا تصور ان دونوں سے مختلف ہے۔ اسلام کی نگاہ میں انسان خدا کا بندہ ہے۔ اس کا خالق، اس کا رازق، اس کا مالک، اس کا حاکم صرف خداوند عالم ہے۔ خدا نے اس زمین پر اس کو اپنے خلیفہ کی حیثیت سے مامور کیا ہے۔ یہاں کچھ اختیارات اس کو عطا کیے ہیں۔ کچھ ذمہ داریاں اور کچھ خدمتیں اس کے سپرد کی ہیں۔ اپنی مملکت اور اپنی رعیت کے ایک حصہ پر اس کو کچھ اقتدار دیا ہے۔ اس کا کام یہاں اپنے مالک کے مقصد کو پورا کرنا ہے۔ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا اور ادا کرنا ہے۔ آفاقی سپرد کی ہوئی خدمتوں کو بجالانا ہے۔ اپنے اختیارات کو اور اپنی قوتوں کو حاکم اصلی کے قانون اور اس کی رضا کے مطابق استعمال کرنا ہے۔ جس قدر زیادہ سرگرمی و جانفشانی کے ساتھ وہ زمین کی زندگی میں اپنی ذمہ داریوں اور اپنی متعلقہ خدمات کو بجالائے اور جتنی زیادہ وفاداری اور فرمانبرداری کے ساتھ اپنے اختیارات کے استعمال میں مالک کے قانون کی پیروی کرے گا، اتنا ہی زیادہ وہ کامیاب ہوگا۔ اس کی آئندہ ترقی کا انحصار اسی پر ہے کہ زمین میں اپنی ماموریت کی مدت ختم کرنے کے بعد جب وہ مالک کے سامنے حساب کے لیے پیش ہو تو اس کے کارنامہ زندگی سے یہ ثابت ہو کہ وہ ایک فرض شناس اور مطیع و فرمانبردار بندہ تھا، نہ یہ کہ کُست کا کام چرماں فرض شناس تھا، یا یہ کہ باغی و نافرمان تھا۔

اس نقطہ نظر سے عبادت کے وہ دونوں تصور جو ابتدا میں بیان کیے گئے ہیں غلط اور قطعی غلط ہیں۔ جو شخص اپنے اوقات میں سے تھوڑا سا وقت خدا کو پوجنے کے لیے الگ کرتا ہے

اور اُس قہوڑے سے وقت میں عبادت کے چند مخصوص مراسم ادا کر دینے کے بعد یہ سمجھتا ہے کہ میں نے خدا کا حق ادا کر دیا ہے اب میں آزاد ہوں کہ اپنی زندگی کے معاملات کو جس طرح چاہوں انجام دوں اسکی مثال بالکل ایسی ہے، جیسے کوئی ملازم جسے آپنے رات دن کے لیے نوکر رکھا ہو، اور جسے پوری تنخواہ دے کر آپ پرورش کر رہے ہوں، وہ بس صبح شام آکر آپ کو جھک جھک کر سلام کر دیا کرے اور اس کے بعد آزادی کے ساتھ جہاں چاہے کھیلتا پھرے یا جس جس کی چاہے نوکری بجالائے۔ اسی طرح جو شخص دنیا اور اسکے معاملات سے الگ ہو کر ایک گوشے میں جا بیٹھتا ہے اور اپنا سارا وقت نمازیں پڑھنے، روزے رکھنے، قرآن پڑھنے اور تسبیح پھرانے میں صرف کرتا ہے، اسکی مثال اُس شخص کی سی ہے جسے آپ اپنے باغ کی رکھوالی کے لیے مقرر کریں، مگر وہ بلوغ کو اور اسکے کام کاج کو چھوڑ کر آپ کے سامنے ہر وقت ہاتھ باندھے کھڑا رہے، صبح سے شام اور شام سے صبح تک آقا آقا پکارتا رہے، اور باغبانی کے متعلق جو ہدایات آپنے اسے دی ہیں ان کو نہایت خوش الحانی اور تریل کے ساتھ بس پڑھتا ہی رہے، اُن کے مطابق باغ کی اصلاح ترقی کے لیے کام ڈرانہ کر کے دے۔ ایسے ملازموں کے متعلق جو کچھ رائے آپ قائم کریں گے وہی رائے اسلام کی بھی ایسے عبادت گزاروں کے متعلق ہے۔ اور جو برتاؤ امت مسلم کے ملازموں کے ساتھ آپ کریں گے وہی برتاؤ ان غلط تصورات کے تحت عبادت کرنے والوں کے ساتھ خدا بھی کریگا۔

اسلام کا تصور عبادت یہ ہے کہ آپ کی ساری زندگی خدا کی بندگی میں بسر ہو۔ آپ اپنے آپ کو دائمی اور ہمہ وقتی ملازم (whole-time servant) سمجھیں۔ آپ کی زندگی کا ایک لمحہ بھی خدا کی عبادت سے خالی نہ ہو۔ اس دنیا میں آپ جو کچھ بھی کریں خدا کی شریعت کے مطابق کریں۔ آپ کا سونا اور جاگن، آپ کا کھانا اور پینا، آپ کا چلنا اور پھرنا، غرض سب کچھ خدا کے قانون شری کی پابندی میں ہو۔ خدا نے جن تعلقات میں آپ کو باندھا ہے اُن سب میں آپ بند ہیں

اور اُن کو اُس طریقے سے جوڑیں یا توڑیں جس طریقے سے خدا نے انہیں جوڑنے یا توڑنے کا حکم دیا ہے۔ خدا نے جو خدمات آپ کے سپرد کی ہیں اور دنیوی زندگی میں جو فرائض آپ سے متعلق کیے ہیں، اُن سب کا بار آپ نفس کی پوری رضامندی کے ساتھ سنبھالیں اور ان کو اس طریقے سے ادا کریں جسکی طرف خدا نے اپنے رسولوں کے ذریعے سے آپ کی رہنمائی کی ہے۔ آپ ہر وقت ہر کام میں خدا کے سامنے اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں، اور یہ سمجھیں کہ آپ کو اپنی ایک ایک حرکت کا حساب دینا ہے۔ اپنے گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ، اپنے محلہ میں ہمسایوں کے ساتھ، اپنی سوسائٹی میں دوستوں کے ساتھ، اور اپنے کاروبار میں اہل معاملہ کے ساتھ برتاؤ کرتے وقت ایک ایک بات اور ایک ایک کام میں خدا کی مقرر کردہ حدود کا آپ کو خیال رہے۔ جب آپ رات کے اندھیرے میں ہوں اور کوئی نافرمانی اس طرح کر سکتے ہوں کہ کوئی آپ کو دیکھنے والا نہ ہو، اُس وقت بھی آپ کو یہ خیال رہے کہ خدا آپ کو دیکھ رہا ہے۔ جب آپ جنگل میں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۹۔ کے فرق کو نظر انداز کر کے گمراہیوں کا ایک عظیم نشان فتنہ کھڑا کر دیا ہے۔ ان کے نزدیک عبادت الہی محض قانون طبعی کی پیروی کا نام ہے، قطع نظر اسکے کہ قانون شرعی مطابق ہو یا نہ ہو۔ اس بنا پر وہ اُن لوگوں کو بھی خدا کا عبادت گزار اور خلیفہ الہی اور صالح و مومن قرار دیتے ہیں جو قانون طبعی کے ماتحت تنظیم اور سائنٹفک ایجادات کے ذریعے طاقت بہم پہنچالیں اگرچہ اس طاقت سے کام لینے میں خدا کے قانون شرعی پابند نہ ہوں۔ یہ ایسی زبردست غلطی ہے جس نے کفر کو عین اسلام، بغاوت کو عین عبادت اور عصیت کو عین طاعت بنا کر رکھ دیا ہے، اور اسلام کے مشن کی اصلی روح ہی کو مسخ کر ڈالا ہے۔ ان صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ اسلام کے آنے کا تو بنیادی مقصد ہی یہ ہے کہ آدمی کو قانون طبعی سے قانون شرعی کے تحت کام لینے کی تعلیم دے۔ اگر انسان محض قانون طبعی کے تحت عمل کرنے کے لیے ہوتا تو اس چیز کی تعلیم دینے کے لیے کسی نبی نو کسی کتاب کے آنے کی ضرورت نہ تھی۔ اسکے لیے تو حیوانی جبلت ہی کافی تھی۔ اگر آدمی کا کام محض قانون طبعی پر عمل کرنا ہی ہو تو اُس میں اور جانور میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ جس طرح بھیڑ یا بکری کو پھاڑ کھانا ہے، اور یہ اسکے لیے قانون طبعی ہے، اسی طرح ایک آدمی اگر دوسرے آدمی سے زیادہ طاقت رکھتا ہے اور اس کو پھاڑ کھانا ہے تو یہ اسکے لیے بھی قانون طبعی ہے۔ ایک قوم اگر دوسری قوم سے زیادہ ہوائی جہاز اور بم بنا سکتی ہے اور اس طاقت سے کام لے کر اسے اپنا بندہ بنا لیتی ہے تو یہ بھی اس کے لیے قانون طبعی ہے۔ یہ نظریہ انسان کو انسانیت کے درجہ سے گرا کر درندوں اور موذی جانوروں کے مرتبہ میں پہنچا دیتا ہے، اور اسلام اس سے ہزاروں کوس دور ہے کہ انسان کی اس حیوانیت کو خدا کی عبادت قرار دے۔

جار ہے ہوں اور وہاں کوئی جرم اس طرح کر سکتے ہوں کہ کسی پکڑنے والے اور کسی گواہی دینے والے کا کھٹکانہ ہو، اُس وقت بھی آپ کو یاد کر کے ڈرجائیں اور جرم سے باز رہیں۔ جب آپ جھوٹ، بے ایمانی اور ظلم سے بہت سا فائدہ حاصل کر سکتے ہوں اور کوئی آپ کو روکنے والا نہ ہو، اُس وقت بھی آپ خدا سے ڈریں اور اس فائدے کو اسیلے چھوڑ دیں کہ خدا اس سے ناراض ہو گا۔ اور جب سچائی اور ایمان داری میں سراسر آپ کو نقصان پہنچتا ہو، اُس وقت بھی آپ نقصان اٹھانا قبول کر لیں، صرف اس لیے کہ خدا اس سے خوش ہو گا۔

پس دنیا کو چھوڑ کر کونوں اور گوشوں میں جا بیٹھنا اور اللہ اللہ کرنا عبادت نہیں ہے، بلکہ دنیا کے دھندوں میں پھنس کر اور دنیوی زندگی کی ساری ذمہ داریوں کو سنبھال کر خدا کے قانون کی پابندی کرنا عبادت ہے۔ ذکر الہی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ زبان پر اللہ اللہ جاری ہو، بلکہ اصلی ذکر الہی یہ ہے کہ جو چیزیں خدا سے غافل کرنے والی ہیں اُن میں پھینو اور پھر خدا سے غافل نہ ہو۔ دنیا کی زندگی میں جہاں قانون الہی کو توڑنے کے بے شمار مواقع، بڑے بڑے فائدوں کا لالچ اور بڑے بڑے نقصانوں کا خوف لیے ہوئے سامنے آتے ہیں، وہاں خدا کو یاد کرو اور اس کے قانون کی پیروی پر قائم رہو۔ حکومت کی کرسی پر بیٹھو اور وہاں یاد رکھو کہ میں بندوں کا خدا نہیں ہوں بلکہ خدا کا بندہ ہوں۔ عدالت کے منصب پر متمکن ہو اور وہاں ظلم پر قادر ہونے کے باوجود خیال رکھو کہ خدا کی طرف سے میں عدل قائم کرنے پر مامور ہوں۔ زمین کے خزانوں پر قابض و متصرف ہو اور پھر یاد رکھو کہ میں ان خزانوں کا مالک نہیں بلکہ امین ہوں اور پائی پائی کا حساب مجھے اصلی مالک کو دینا ہے۔ فوجوں کے کمانڈر بنو اور پھر خوف خدا تمہیں طاقت کے نشے میں مدہوش ہونے سے بچاتا ہے۔ سیاست و جہان نہانی کا کٹھن کام ہاتھ میں لو اور پھر سچائی، انصاف اور حق پسندی کے مستقل اصولوں پر عمل کر کے دکھاؤ۔ تجارت اور مالیات اور صنعت کی باگیں سنبھالو

اور پھر کامیابی کے ذرائع میں پاک اور ناپاک کا امتیاز کرتے ہوئے چلو۔ ایک ایک قدم پر حرام ٹھہرے
 سامنے ہزار خوبصورتیوں کے ساتھ آئے اور پھر تمہاری رفتار میں لغزش نہ آنے پائے۔ ہر طرف
 ظلم اور جھوٹ اور دغا اور فریب اور بدکاری کے راستے تمہارے سامنے کھلے ہوئے ہوں اور
 دنیوی کامیابیاں اور مادی لذتیں ہر راستے کے سرے پر جگمگاتے ہوئے تاج پہنے کھڑی نظر
 آئیں اور پھر خدا کی یاد اور آخرت کی باز پرس کا خوف تمہارے لیے بند پابن جائے۔ حدود اللہ
 میں سے ایک ایک حد کے قائم کرنے میں ہزاروں مشکلیں کھائی دیں، حق کا دامن تھامنے اور
 عدل و صداقت پر قائم رہنے میں جان و مال کا زیاں نظر آئے، اور خدا کے قانون کی پیروی کرنا
 زمین و آسمان کو دشمن بنالینے کا ہم معنی ہو جائے، پھر بھی تمہارا ارادہ متزلزل نہ ہو اور تمہاری
 جبین عزم پر شکن تک نہ آنے پائے۔ یہ ہے اصلی عبادت۔ اس کا نام ہے یاوہدا۔ اسی کو ذکر الہی
 کہتے ہیں، اور یہی وہ ذکر ہے جسکی طرف قرآن میں اشارہ فرمایا گیا ہے کہ **وَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَلَيْسَ الْكَلْمُ تَفْلِحُونَ**۔
 روحانی ارتقار اور خدا کی یافت کا راستہ | اسلام نے روحانی ترقی اور خدا کی یافت کا بھی یہی راستہ
 بتایا ہے۔ انسان خدا کو جنگلوں اور پہاڑوں میں یا عزلت کے گوشوں میں نہیں پاسکتا۔ خدا اس
 کو انسانوں کے درمیان، دنیوی زندگی کے ہنگامہ کارزار میں ملیگا اور اس قدر قریب ملیگا کہ گویا
 وہ اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ جس کے سامنے حرام کے فائدے، ظلم کے مواقع اور
 بدکاری کے راستے قدم قدم پر آئے اور ہر قدم پر وہ خدا سے ڈر کر ان سے بچتا ہوا چلا اُسے خدا کی
 یافت ہو گئی۔ ہر قدم پر وہ اپنے خدا کو پاتا رہا۔ بلکہ آنکھوں سے دیکھتا رہا۔ نہ پاتا اور نہ دیکھتا تو اس
 دشوار گزار گھاٹی سے بخیریت کیونکر گذر سکتا تھا؟ جس نے گھر میں بازار میں، تفریح کے لمحوں میں اور
 کاروبار کے ہنگاموں میں ہر کام اس احساس کے ساتھ کیا کہ خدا مجھ سے دور نہیں ہے اُس نے خدا کو

ہر لمحہ اپنے سے قریب اور بہت قریب پایا۔ جس نے سیاست اور حکومت اور جنگ اور مالیات اور صنعت و تجارت جیسے ایمان کی سخت آزمائش کرنے والے کام کیے اور یہاں کامیابی کے نشیانی ذرائع سے بچ کر خدا کے مقرر کیے ہوئے حدود کا پابند رہا اُس سے بڑھ کر مضبوط اور سچا ایمان اور کس کا ہو سکتا ہے؟ اُس سے زیادہ خدا کی معرفت اور کسے حاصل ہو سکتی ہے؟ اگر وہ خدا کا ولی اور مقرب بندہ نہ ہوگا تو اور کون ہوگا؟

اسلامی نقطہ نظر سے انسان کی روحانی قوتوں کے نشوونما کا راستہ یہی ہے۔ روحانی ارتقاء اس کا نام نہیں ہے کہ آپ پہلوان کی طرح وردشیں کر کے اپنی قوت ارادی (will power) کو بڑھالیں اور اس کے زور سے کشف و کرامت کے شعبہ سے دکھانے لگیں۔ بلکہ روحانی ارتقاء اس کا نام ہے کہ آپ اپنے نفس کی خواہشات پر قابو پائیں، اپنے ذہن اور جسم کی تمام طاقتوں سے صحیح کام لیں، اور اپنے اخلاق میں خدا کے اخلاق سے قریب تر ہونے کی کوشش کریں۔ دنیوی زندگی میں جہاں قدم قدم پر آزمائش کے مواقع پیش آتے ہیں، اگر آپ حیوانی اور شیطانی طریق کار سے بچتے ہوئے چلیں، اور پورے شعور اور صحیح تمیز کے ساتھ اُس طریقہ پر ثابت قدم رہیں جو انسان کے نمایاں شان ہے، تو آپ کی انسانیت یوں مافیہ و ترقی کرتی چلی جائیگی اور آپ روز بروز خدا سے قریب ہوتے جائیں گے۔ اس کے سوا روحانی ترقی اور کسی چیز کا نام نہیں۔

اسلام میں مراسم عبادت کی کیا حیثیت ہے؟ یہ خلاصہ ہے اسلامی تصور عبادت کا۔ اسلام انسان کی پوری دنیوی زندگی کو عبادت میں تبدیل کر دینا چاہتا ہے، اس کا مطالبہ یہ ہے کہ آدمی کی زندگی کا کوئی لمحہ بھی خدا کی عبادت سے خالی نہ ہو، لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنے کے ساتھ ہی یہ بات لازم آجاتی ہے کہ جس اللہ کو آدمی نے اپنا معبود تسلیم کیا ہے، اُس کا عبد یعنی بندہ بن کر رہے، اور بندہ بن کر رہنے ہی کا نام عبادت ہے۔ کہنے کو تو یہ بہت چھوٹی سی بات ہے اور بڑی آسانی کے ساتھ اسے زبان سے